

استحصالی ٹیکسیشن کا خاتمہ: عدل، اقتصادی ترقی اور ہر فرد کی فلاح و بہبود کے لیے زکوٰۃ پر مبنی نظام

مضمون نویسی کا مقابلہ 2025

نام: آمنہ امین

رول نمبر: 2238

فون نمبر: 03430676475

ای میل: amnaamin303@gmail.com

ادارہ: شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور

پتہ: عمر فاروق سٹریٹ: 2 منصورہ، ملتان روڈ، لاہور

زیر اہتمام:

PRIZE

Policy Research Initiative for Zakat-Based lateres Free

Economy

فہرست

06	تقدیم
07	باب اول: استحصالی ٹیکسیشن: مفہوم، اقسام اور اسلامی تناظر
07	فصل اول: استحصالی ٹیکسین کا تعارف اور پس منظر
08	استحصالی ٹیکسین کا مفہوم اور پس منظر
08	ٹیکسیشن کا تعارف
08	استحصالی ٹیکس کی تعریف
09	سرمایہ دارانہ نظام میں ٹیکس کی اقسام
09	♦ آمدنی پر ٹیکس
09	♦ سیلز پر ٹیکس
09	♦ جائیداد پر ٹیکس
09	فصل دوم: جدید ٹیکس نظام میں استحصالی کی صورتیں
10	♦ غیر منصفانہ ٹیکس کی شرحیں
10	♦ غریب طبقے پر ٹیکس کا بوجھ
10	♦ اشرافیہ کو ٹیکس چھوٹ
10	♦ ٹیکس فنڈز کا غلط استعمال
11	فصل سوم: اسلام میں ٹیکس کا تصور

11.....	اسلام میں ٹیکسوں کا تصور.....
11.....	نکس (المکس / المکاس) کی شرعی حیثیت.....
12.....	ٹیکسوں سے متعلق فقہائے اسلام کی آراء.....
13.....	باب دوم: اسلام کا متبادل معاشی ماڈل : نظامِ زکوٰۃ.....
13.....	فصل اوّل: زکوٰۃ کا تعارف اور شرعی بنیاد.....
14.....	زکوٰۃ کے لغوی معنی.....
14.....	زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف.....
15.....	زکوٰۃ کی وجہ تسمیہ.....
15.....	قرآن و سنت کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت.....
17.....	فصل دوم: زکوٰۃ کے فوائد، حکمتیں اور شرائط.....
17.....	زکوٰۃ کے فوائد اور حکمتیں.....
18.....	شرائطِ زکوٰۃ.....
19.....	اموالِ زکوٰۃ میں سال کے اعتبار اور عدم اعتبار کی حکمت.....
19.....	فصل سوم: اموالِ زکوٰۃ اور ان کے احکام.....
19.....	اموالِ زکوٰۃ کی اقسام.....
19.....	♦ اموالِ باطنہ.....
20.....	♦ اموالِ ظاہرہ.....
20.....	سونے، چاندی اور دیگر مالیتوں کی زکوٰۃ.....

21.....	نقدی، مال تجارت اور کاروباری سرمایہ
21.....	مصارف زکوٰۃ
22.....	فصل چہارم: زکوٰۃ کی امتیازی حیثیت
22.....	زکوٰۃ کی نمایاں خصوصیات
22.....	زکوٰۃ اور ٹیکس میں فرق
23.....	باب سوم: استحصالی ٹیکسیشن کا خاتمہ اور زکوٰۃ بطور مالیاتی پالیسی
23.....	فصل اوّل: استحصالی ٹیکسیشن کے خاتمے میں زکوٰۃ کا کردار
24.....	استحصالی ٹیکسیشن کے خاتمے کے لیے نظام زکوٰۃ
24.....	مالیاتی پالیسی کا مفہوم
24.....	زکوٰۃ بطور آلہ مالیاتی پالیسی
24.....	دولت کی منصفانہ تقسیم
25.....	افراط زر کے بغیر مکمل روزگار
25.....	وسائل کی تقسیم پر زکوٰۃ کے اثرات
25.....	فصل دوم: استحکام معیشت اور زکوٰۃ
25.....	استحکام معیشت اور زکوٰۃ
26.....	زکوٰۃ پر مبنی مالیاتی نظام کی خصوصیات
26.....	• زکوٰۃ کی شفاف وصولی اور تقسیم
26.....	• بوجھ کا درست تعین

27.....	◊ غیر ضروری ٹیکس کا خاتمہ
27.....	◊ فلاحی اخراجات کی تکمیل
28.....	◊ غربت میں کمی
28.....	◊ معاشی گردش میں بہتری
29.....	◊ رضاکارانہ مالی تعاون
29.....	◊ مضبوط متبادل معاشی نظام
29.....	فصل سوم: زکوٰۃ اور جدید معاشی تصورات
29.....	زکوٰۃ اور قیام عدل
30.....	زکوٰۃ اور سرمایہ کاری
31.....	زکوٰۃ اور بچت
31.....	زکوٰۃ اور معاشی ترقی
32.....	خلاصہ بحث
33.....	سفارشات
34.....	مصادر و مراجع

تقدیم

آمدنی کی کمی کے بجائے دولت کے حصول اور تقسیم کے غیر منصفانہ طریقے، عصری مالیاتی نظاموں کو درپیش بحران کی جڑ ہیں۔ بڑھتی ہوئی عدم مساوات، عوامی قرضوں اور روایتی معاشی نظاموں سے عدم اطمینان کے دور میں استحصالی ٹیکس انصاف اور پائیدار ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ بن گیا ہے۔ جدید ٹیکس نظام، جو اکثر سود پر مبنی قرضے لینے، خسارے کی مالی امداد، اور افراط زر کے دباؤ سے منسلک ہوتے ہیں، معاشرے کے پیداواری شعبوں سے دولت کو نکالنے کا رجحان رکھتے ہیں جبکہ منصفانہ فلاحی نتائج پیدا کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس طرح کے نظام اکثر سماجی خلاء کو وسیع کرتے ہیں، اخلاقی ذمہ داری کو ختم کرتے ہیں، اور غربت کو کم کرنے کے بجائے کم اور متوسط طبقے کے گروہوں پر غیر متناسب بوجھ ڈالتے ہیں۔ انصاف، کھلے پن اور انسانی وقار پر مبنی ایک متبادل معاشی ڈھانچہ کی اشد ضرورت ہے، کیونکہ یہ بڑھتا ہوا عدم توازن واضح کرتا ہے۔ استحصالی ٹیکس کا ایک مکمل اور قابل عمل متبادل فراہم کرنے کے لیے، یہ مطالعہ زکوٰۃ پر مبنی معاشی نظام کی تحقیق کرتا ہے۔ تقسیم انصاف کو آگے بڑھانے، حقیقی معاشی سرگرمیوں کو فروغ دینے، پسماندہ اور کمزوروں کی مدد اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دینے میں زکوٰۃ کے اصول، وسعت اور مفید افعال بحث کے اہم موضوعات ہوں گے۔ اس مطالعے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ زکوٰۃ کس طرح ایک منصفانہ، ترقی پر مبنی، اور فلاح و بہبود سے چلنے والی معیشت کی بنیاد کے طور پر اس کے معاشی، سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کا جائزہ لے کر کام کر سکتی ہے۔ اس موضوع کا انتخاب صرف نظریاتی نہیں ہے۔ یہ مضبوطی سے موجودہ دور کی ضرورت اور قابل اطلاق ہے۔ مقامی، قدر پر مبنی معاشی ماڈلز کا از سر نو جائزہ لینا انتہائی اہم ہو گیا ہے کیونکہ ترقی پذیر اور مسلم اکثریتی معاشرے بحث کے بحرانوں، بے روزگاری، منگائی اور بڑھتی ہوئی عدم مساوات سے دوچار ہیں۔ صرف رقم کو دوبارہ تقسیم کرنے کے علاوہ، زکوٰۃ پر مبنی نظام معاشی نظم و نسق کے لیے اخلاقی طور پر درست طریقہ پیش کرتا ہے جو گروپ کی فلاح و بہبود کے ساتھ ذاتی احتساب کو متوازن کرتا ہے۔

باب اوّل: استحصالی ٹیکسیشن : مفہوم، اقسام اور اسلامی تناظر

فصل اوّل: استحصالی ٹیکسین کا تعارف اور پس منظر

فصل دوم: جدید ٹیکس نظام میں استحصال کی صورتیں

فصل سوم: اسلام میں ٹیکس کا تصور

استحصالی ٹیکسین کا مفہوم اور پس منظر:

ٹیکسین کا تعارف:

محصول یا مالیات یا ٹیکس وہ رقم ہے جو کسی ملک کی حکومت لوگوں کی آمدنی یا پیداوار یا فروخت کے ایک حصے کے طور پر رکھ لیتی ہے۔ یہ حکومت کے وسائل کا ایک اہم حصہ ہے اور اس کا مقصد حکومت چلانا اور لوگوں کی فلاح بہبود کے لیے کام کرنا ہے۔¹

محصول کی یہ رقم دراصل ریاست اور شہروں کے درمیان ایک معاشی معاہدہ ہوتی ہے، جس کے تحت شہری اپنی آمدنی کا ایک حصہ ریاست کو دیتے ہیں تاکہ ریاست ان کے لیے بنیادی سہولیات، سلامتی، ترقیاتی منصوبے اور سماجی بہبود کے پروگرام فراہم کر سکے۔ اس طرح، ٹیکسین کسی بھی ملک کے انتظامی ڈھانچے، اقتصادی استحکام اور عوامی فلاح کو ممکن بنانے کا ایک اہم ذریعہ بن جاتا ہے۔

استحصالی ٹیکس:

استحصال پر مبنی ٹیکس اس وقت لگایا جاتا ہے جب ریاست یا حکومت عوام سے ایسے طریقوں سے منافع اکٹھا کرتی ہے جو انصاف پسندی، توازن اور معاشی انصاف پسندی کے نظریات کی طرف جاتا ہے۔ اس طرح کے نظام میں، ٹیکس کا بوجھ اس طرح طے کیا گیا ہے جس سے غریب اور متوسط طبقے کی حالت مزید خراب ہو جاتی ہے، جبکہ امیر اور طاقتور گروہ نسبتاً محفوظ رہتے ہیں۔ استحصال پر مبنی ٹیکس لگانے کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگوں کی رضامندی، ان کی ادائیگی کرنے کی صلاحیت یا ان کی حقیقی ضروریات کو مد نظر رکھے بغیر کیا جاتا ہے۔ یہ ٹیکس اکثر بہت زیادہ ہوتے ہیں، واضح نہیں ہوتے، ضرورت نہیں ہوتی، یا طاقت کے ذریعے جمع کیے جاتے ہیں، جو معاشرے کو کم مساوی اور غریب بناتا ہے۔

¹ <https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%85%D8%AD%D8%B5%D9%88%D9%84> Accessed on 08 November 2025

سرمایہ دارانہ نظام میں ٹیکس کی اقسام :

آمدنی پر ٹیکس :

آمدنی پر ٹیکس حکومتیں لوگوں اور کمپنیوں کی آمدنی پر براہ راست انکم ٹیکس عائد کرتی ہیں۔ یہ ٹیکس سرمایہ دارانہ معیشتوں میں حکومت کے لیے مالی اعانت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ عوامی خدمات، بنیادی ڈھانچہ، دفاع، صحت اور تعلیم سبھی اس کے ذریعے مالی اعانت فراہم کرتے ہیں۔ زیادہ تر سرمایہ دارانہ نظاموں میں انکم ٹیکس ترقی پذیر ہے، جس کا مطلب ہے: جیسے جیسے آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے، ٹیکس کی شرح میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

سیلز پر ٹیکس

جب آپ کچھ خریدتے یا بیچتے ہیں تو آپ کو سیلز ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر، جب آپ کپڑے یا فون خریدتے ہیں، تو قیمت میں پہلے سے ہی سیلز ٹیکس شامل ہوتا ہے۔ اس کا مقصد لوگوں کی خریداری سے براہ راست حکومت کے لیے رقم حاصل کرنا ہے۔

جائیداد پر ٹیکس

جائیداد پر ٹیکس پراپرٹی ٹیکس ایک ایسا ٹیکس ہے جو آپ کو ادا کرنا پڑتا ہے اگر آپ کے پاس مکان، عمارت یا زمین کا ٹکڑا ہے۔ مقامی حکومتیں، یا بلدیات، عام طور پر اسے جمع کرتی ہیں۔ اس کا مقصد مقامی ترقی کے لیے رقم اکٹھا کرنا ہے، جیسے: سڑک پر لائٹس لگانا وغیرہ۔

جدید ٹیکس کے نظام میں استحصال کی صورتیں :

غیر منصفانہ ٹیکس کی شرحیں :

ٹیکس کی غیر مساوی شرحیں ان اہم طریقوں میں سے ایک ہیں جن سے جدید ٹیکس نظام کا استحصال کیا جاتا ہے۔ ٹیکس کا بوجھ آمدنی کی بنیاد پر یکساں طور پر تقسیم نہیں کیا جاتا ہے کیونکہ مختلف افراد یا تنظیمیں مختلف ٹیکس کی شرحوں کے تابع ہیں۔ بڑی کارپوریشنز اور امیر افراد اکثر اپنے ٹیکسوں کو کم کرنے کے لیے قانونی اور تکنیکی خامیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چھوٹے کاروبار اور عام عوام بالآخر اپنی آمدنی کے مقابلے میں زیادہ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ یہ غیر منصفانہ نظام سماجی اور معاشی عدم مساوات کو بڑھاتا ہے، نا انصاف کا سبب بنتا ہے، اور عوامی فنڈز کی مساوی تقسیم پر اثر ڈالتا ہے۔

غریبوں پر بوجھ:

ہے غریبوں پر بھاری ٹیکس لگانا استحصال کی ایک اہم شکل ہے۔ متعدد عصری ٹیکس قوانین اور قواعد میں: کم آمدنی والے اور چھوٹے کاروباری ادارے اکثر غیر متناسب اور غیر منصفانہ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ اس سے غریبوں کی مالی مشکلات و مصائب میں اضافہ ہوتا ہے اور سماجی نا انصافی کو فروغ ملتا ہے، جس سے امیر اور غریب کے درمیان فرق بڑھتا ہے۔

اشرافیہ کی ٹیکس چھوٹ:

خصوصی ٹیکس چھوٹ یا مراعات اکثر اشرافیہ یا امیر طبقے کو دی جاتی ہیں۔ اگرچہ ان کی آمدنی زیادہ ہے، لیکن تکنیکی یا قانونی خامیوں کی وجہ سے وہ کم ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے: باقاعدہ لوگ اور چھوٹے کاروباری ادارے پورے ٹیکس کی شرح ادا کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ٹیکس کا نظام غیر مساوی ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں، وسائل کو غیر منصفانہ طور پر تقسیم کیا جاتا ہے، جس سے سماجی اور معاشی تقسیم بڑھتی ہے۔

ٹیکس فنڈز کا غلط استعمال:

ٹیکس محصولات کا غلط استعمال یا غلط تقسیم عصری ٹیکس نظام میں استحصال کی ایک اور اہم قسم ہے۔ یہاں تک کہ جب لوگ ایمانداری سے ٹیکس ادا کرتے ہیں، تو فنڈز اکثر ہوتے ہیں: غلط طریقے سے سنبھالا جاتا ہے، بدعنوانی میں استعمال ہوتا ہے، غیر ضروری سرکاری اخراجات پر خرچ ہوتا ہے، یا طاقتور گروہوں کے حق میں عوام سے ہٹ جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے: بنیادی ڈھانچے، صاف پانی، صحت کی دیکھ بھال اور تعلیم جیسی اہم عوامی خدمات کے لیے کم فنڈنگ برقرار ہے۔ جبکہ ریاست کے وسائل طاقتور اور متمول افراد کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ عوامی فنڈز کا یہ غلط استعمال سماجی عدم مساوات کو بڑھاتا ہے، غربت کو بڑھاتا ہے، اور عوامی اعتماد کو ختم کرتا ہے۔

اسلام میں ٹیکسوں کا تصور:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں اسلامی ریاست میں زکوٰۃ واحد ٹیکس تھا۔ مزید برآں، دولت اسلامیہ کے دیگر اخراجات کی اکثریت رضاکارانہ عطیات سے آتی ہے۔ بھوک اور عوامی ضرورت کے عروج کے دوران، یہاں تک کہ اسلامی ریاست میں بھی ایسی کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی بھی اپنے پیسوں پر، وہ ایک بار پھر بھوکے ہیں۔ مسجد نبوی میں اہل صفہ مسلسل اسلام کی تعلیم دے رہے تھے۔ انہیں ٹیکس سے کوئی مدد نہیں ملی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ، وَرَهْنَهُ دِرْعَةً²

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا ایک مقررہ مدت کے قرض پر اور اپنی زرہ اس کے ہاں گروی رکھی تھی۔

مکس - الماکس - المکاس:

احادیث میں ٹیکس کے لئے مکس کا الفاظ استعمال ہوا ہے ٹیکس وصول کرنے والے کو الماکس یا صاحب المکس کیا جاتا تھا جو زمانہ جاہلیت میں لوگوں سے زبردستی ٹیکس وصول کیا کرتا تھا۔³

معاشرے میں اسے انتہائی برا خیال کیا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ کمزوروں پر مالی دباؤ ڈالتا اور ان کا حق ناحق لینا تھا۔ اسلام نے اس بدعنوانی اور ظلم پر مبنی ٹیکس نظام کی سخت مخالفت کی۔ ایسے شخص کے بارے میں سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد قیابا:

ان صاحب المکس فی النار⁴

² البخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح البخاری، کتاب الرهن، باب من رهن درعه، دارالسلام، الرياض، مارچ 1999ء رقم الحديث: 2509

³ ابو عبیدہ، قاسم بن سلام (مترجم: عبدالرحمن طاہر سوتی)، کتاب الأموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1986ء، ص 469

⁴ ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق الأزدي السجستاني، امام، سنن ابی داؤد کتاب: الخراج والإمامة، والقیء، بالقی السعایہ علی الصدقة، دار

السلام، اپریل 1999، رقم الحديث: 2937

بے شک میں وصول کرنے والا جہنم میں ہو گا۔

یہ قول یہ واضح کرتا ہے کہ اسلام ٹیکس کے ایسے نظام کو پسند نہیں کرتا جو غیر منصفانہ ہوں یا طاقت اور غیر منصفانہ طرز عمل میں شامل ہوں۔ اس کے بجائے، اسلامی نظام جیسے زکوٰۃ، عشر، اور دیگر مالیاتی طرز عمل شرعی قوانین کی پیروی کرتے ہیں، انصاف، سب کے لیے مساوی حقوق، اور اخلاقی فرائض پر توجہ دیتے ہیں۔ اس طرح، اسلام ایک ایسا مالیاتی نظام پیش کرتا ہے جو لوگوں کے ساتھ ناانصافی کیے بغیر حکومت کے اخراجات کا خیال رکھتا ہے۔

ٹیکسوں سے متعلق فقہاء کی آراء:

امام مالک کے مطابق، ریاست کو امرا پر ٹیکس لگانے کا حق ہے اگر وزارت خزانہ کے پاس فنڈز ہوں یا فوج کی ضروریات وزارت خزانہ کے مالی وسائل سے پوری نہ ہو سکیں۔ تاہم، ٹیکس کی رقم ریاست کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہونی چاہیے۔ مزید برآں، ٹیکس کی مدت اور ضروریات کی مدت ایک ساتھ ہونی چاہیے۔ یا المقاصب۔

اگرچہ امام ابن حزم نے بھی لیکسس سسٹم کی تائید کی ہے، لیکن ان کا خیال ہے کہ اگر زکوٰۃ کی آمدنی غریبوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ہو تو ٹیکس لگانا چاہیے۔ ابن حزم کا دعویٰ ہے کہ خوراک، موسم کے موافق لباس اور دھوپ اور بارش سے پناہ گاہ غریبوں کی ضروریات میں سے ہیں۔ اور اگر یہ ضروریات زکوٰۃ سے پوری نہ ہوں تو ریاست پر لازم ہے کہ اضافی مالی وسائل فراہم کرے۔ نیز اس سلسلے میں حفظ الرحمن سیوہاروی لکھتے ہیں کہ

ایک عادل بادشاہ یا حکمران شاہی خزانے کو ذاتی مفادات کی بجائے عوامی فلاح و بہبود، خالص خدمت اور رعایا کی خوشحالی کے لیے استعمال کرتا ہے کیونکہ حکومت کا مقصد رعایا اور عوام کی خدمت ہے۔ وہ صرف وہی خرچ کرتا ہے جو اپنے اوپر ضروری ہوتا ہے اور اس سے زیادہ نہیں جاتا کیونکہ لوگوں کو مالی مشکلات اور فاقہ کشی میں ڈالنا ظلم ہوگا۔⁵

⁵ محمد حفظ الرحمن سیوہاروی: قص القرآن، ، نامشران قرآن لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور، 212/3

باب دوم: اسلام کا متبادل معاشی ماڈل : نظامِ زکوٰۃ

فصل اوّل: زکوٰۃ کا تعارف اور شرعی بنیاد

فصل سوم: اموالِ زکوٰۃ اور ان کے احکام

فصل چہارم: زکوٰۃ کی امتیازی حیثیت

اسلام کا متبادل معاشی ماڈل: زکوٰۃ کا نظام :

زکوٰۃ کے لغوی معنی :

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں :

والزكاة زكاة المال معروفة، وهو تطهيره، ما أخرجته من مالك لتطهر به⁶

اور زکوٰۃ، یعنی زکوٰۃ مال تو معروف ہے، اور یہ مال کی تطہیر (پاکیزگی) ہے۔ جو کچھ تم اپنے مال میں سے نکالتے ہو، اسی کے ذریعے تم اپنے مال کو پاک کرتے ہو۔

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں :

اصل الزكاة في اللغة الطهارة والنماء والبركة والمدح⁷

لغت میں زکوٰۃ کی اصل طہارت، بڑھنا، برکت اور مدح کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف :

زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ

تعليق جزء مخصوص من مال الشخص مخصوص الله تعالى⁸

کسی مخصوص شخص کے مال کا ایک مخصوص حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے مختص کرنا۔

فقہاء مالکیہ کے نزدیک زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ حد نصاب کو پہنچے ہوئے مال کا مخصوص حصہ کسی مستحق کو دینا جب ملکیت کامل ہو اور سال بھی پورا ہو جانے اور یہ مال کان، دفعیہ اور کھیتی کے علاوہ سے ہو۔

⁶ ابن منظور، محمد بن مکرم افریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ / 14 / 358

⁷ ابن الاثیر، ابو السعادات مبارک بن محمد الجزري، النهاية في غريب الحديث والاثر ايران، مطبعة مؤسسة اسماعيليان، 1304ء، 2/307

⁸ الميراني عبد الغني بن طالب الغنيمي، ومشتق صلي اللباب في شرح الكتاب، بيروت، دار الكتب العلمية، 1983ء، 1/136.

اخراج جزء مخصوص من مال بلغ نصابا لمستحقه ان ثم الملك وحول في غير معدن حرث
وركان⁹

علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں کہ مستحقین کے لیے مخصوص مال میں سے مخصوص حصے کے نکالنے کا نام لکان ہے جبکہ وہ مال مقدار نصاب تک پانی جائے۔

زکوٰۃ کی وجہ تسمیہ :

زکوٰۃ کا لغوی مفہوم زیادتی، بڑھوتری، برکت اور پائی و طہارت اور شرعی تعریف واضح ہو جانے کے بعد اس کی وجہ تسمیہ بھی سمجھ لینا مناسب ہے، چنانچہ عمر بن محمد نجم الدین اسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وَسُمِّيَتْ الزَّكَاةُ زَكَاةً لِأَنَّهُ يَزْكُو بِهَا الْمَالُ بِالْبَرَكَاتِ وَيَطْهَرُ بِهَا الْمَرْءُ بِالْمَغْفِرَةِ¹⁰

زکا کو زکوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ برکت کے ذریعہ اس سے مال میں بڑھوتری پیدا ہوتی ہے، اور آدمی کو اس کے نتیجہ میں مغفرت کے ذریعہ پاک کیا جاتا ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت:

زکوٰۃ کا ذکر اللہ کی کتاب قرآن کریم میں بتیس مرتبہ آیا ہے جن میں سے تیس مرتبہ زکوٰۃ شرعی کے معنی میں مستعمل ہوا ہے اور دو مرتبہ دوسرے معنوں میں البتہ ان میں سے چھبیس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا ذکر صلاۃ یعنی نماز کے شانہ بہ شانہ فرمایا ہے اس طور پر زکوٰۃ نماز کی قرین اور ہمجہی ہے جس سے اس کی اہمیت و عظمت اور مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے کیونکہ اسلام میں نماز کی اہمیت و عظمت کسی سے مخفی نہیں اسلام میں زکوٰۃ نہ صرف ایک مالی عبادت ہے بلکہ یہ معاشرتی انصاف، خیاء کی مدد اور مال کی پاکیزگی کا ذریعہ بھی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

⁹ وسمیہ الزحلی، الدكتور، الفقه الاسلامي وادلته، بيروت، دار الفكر، طبعہ ثانیہ، 1985ء، 730/2

¹⁰ حسین بن عودۃ العوالیشہ، الموسوعة الفقهية الميسرة في فقه الكتاب والسنة المطهرة، دار الصديق، السعودية العربية 1423ھ، 9/3

واقیموا الصلاة وآتوا الزكاة¹¹

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو

نیز ارشاد باری ہے:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُّعْرِضُونَ¹²

اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نماز میں قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہا کرنا لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔

اسلامی معاشی نظام کے سب سے اہم ستونوں میں سے ایک، زکوٰۃ عصری استحصال پر مبنی محصول کا ایک طاقتور متبادل ہے۔ دولت کی مساوی اور دیکھ بھال کرنے والی دوبارہ تقسیم کے ذریعے، یہ انصاف، توازن اور سماجی بہبود کو قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ ایک مذہبی فرض ہے۔ ہر مسلمان جس کے پاس نصاب سے زیادہ رقم ہے اسے ہر سال اپنی بچت کا 2.5 فیصد حصہ دینا ضروری ہے۔ چند منتخب افراد کے ہاتھوں میں توجہ مرکوز کرنے کے بجائے، یہ نظام اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ دولت پورے معاشرے میں تقسیم ہو۔ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:-

بني الاسلام على خمس شهادة أن لا اله الا الله وان محمد رسول الله، واقام الصلاة، و ايتاء الزكاة والحج، وصوم رمضان¹³

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے راور نبی کریم کی تم نے زکوٰۃ کو تیسرا رکن قرار دیتے ہوئے معاذ بن جبل سے فرمایا:

¹¹ البقرة: 43

¹² البقرة: 83

¹³ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم: ایمانکم، رقم الحدیث: 8

فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ، فَأَعْلَمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُوْحَدُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ .¹⁴

اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں زکاة فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور محتاجوں میں لوٹا دی جائے گی۔

زکوة کے فوائد اور حکمتیں :

اسلام کے دیگر ارکان اور فرائض کی طرح زکاة جیسے عظیم الشان رکن میں بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بے شمار انفرادی و اجتماعی حکمتیں اور عظیم فوائد رکھتے ہیں، جن سے زکاة کی ادائیگی کرنے والا ایک بندہ مومن ہی نہیں بلکہ پورا اسلامی و انسانی سماج، اور ساری دنیا مستفید ہوگی۔ چند فوائد اور حکمتیں درج ذیل ہیں:

- زکاة اسلام کا ایک رکن رکین ہے، لہذا اس سے بندے کا ایمان مکمل ہوتا ہے، اور یہ ہر بندے کا ایک عظیم مقصود ہے۔
- زکاة کی ادائیگی سے اللہ کی اطاعت و بندگی حاصل ہوتی ہے، بندہ اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہے، اُس کے عذاب سے ڈرتا ہے اور اس کی محبت و خوشنودی کا طالب ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے :
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ¹⁵
جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے۔ اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔
- زکوة میں مال خرچ کرنے کی آزمائش ہے۔ چونکہ مال و جائداد انسانی طبیعت میں ایک محبوب و مرغوب چیز ہیں، بلکہ امت محمدیہ کام کے فتنہ و آزمائش کا سبب ہیں۔

¹⁴ بخاری، صحیح بخاری کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة، رقم الحدیث: 1395

¹⁵ آل عمران: 92

- زکاة کے ذریعہ جود و کرم، سخاوت و فیاضی اور فقراء و محتاجوں پر شفقت و رحم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور ساتھ ہی تخیلی و کنجوس جیسی قبیح خصلت سے نفس کی صفائی و ستھرائی ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ عز و جل کے فرمان میں اس کا اشارہ ملتا ہے ارشاد باری ہے:
- خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا¹⁶
- آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں۔

شرائط زکوٰۃ:

دیگر عبادات کی طرح زکوٰۃ کی فرضیت کیلئے بھی شریعت اسلام نے چند شرائط مقرر کی ہیں جو حسب ذیل ہیں :-

- مسلمان ہو
- بالغ و عاقل ہو
- آزاد ہو
- فریضہ زکوٰۃ کا علم ہو
- ادائیگی زکوٰۃ پر قدرت ہو
- حاجت اصلیہ سے زائد مال ہو
- مال کا نامی (افزائشی) ہونا
- کامل ملکیت کا ہونا
- مال زکوٰۃ کا قرض سے بری ہونا
- مال کا پلہ نصاب ہونا

¹⁶ التوبہ: 103

اموال زکوٰۃ میں سال کے اعتبار اور عدم اعتبار کی حکمت :

اس سلسلہ میں علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

جن اموال میں سال کا اعتبار ہے اس کی وجہ یہ ہے وہ اموال اضافہ اور بڑھوتری والے ہیں، مثلاً مویشیوں کی نسل بڑھتی ہے، ان میں اضافہ ہوتا ہے، سامان تجارت میں منافع اور کمائی ہوتی ہے، اور یہی حال ہونے اور چاندی کا ہے، اس لئے ان میں زکوٰۃ کے وجوب کے لئے سال گزرنے کا اعتبار کیا گیا ہے، تاکہ زکوٰۃ کی ادائیگی فائدہ اور کمائی میں سے ہو، کیونکہ اس میں سہولت اور آسانی ہے، نیز اس لئے بھی کہ ان مالوں میں زکوٰۃ بار بار ادا کرنی پڑتی ہے، اس لئے اگر سال کا اعتبار نہ ہو تو ایک ہی وقت میں بار بار واجب ہونے کے سبب مالک کا مال ہی ختم ہو جائے گا۔

اس کے برخلاف زمینی پیداوار کھیتوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ از خود بڑھوتری والے ہیں، اور وہ بڑھوتری زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت جب اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تب اس سے زکوٰۃ لی جاتی ہے، اس کے بعد اس میں بڑھوتری نہیں بلکہ کمی واقع ہونے لگتی ہے، اسی لئے اس میں دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، کیونکہ اسے بڑھوتری کے لئے نہیں لگایا جاتا ہے، اور یہی معاملہ زمین سے حاصل ہونے والے معادن اور دینیوں کا ہے -¹⁷

اموال زکوٰۃ کی اقسام :

1- اموال باطنہ

اموال باطنہ سے مراد وہ اموال ہیں جنہیں چھپایا جاسکتا ہو، مثلاً سونا، چاندی، نقدی اور تجارتی مال (خصوصاً وہ جو معمولی نوعیت کا ہو اور ظاہر نہ ہو)۔ ایسے اموال کی زکوٰۃ کے بارے میں فقہاء کی رائے یہ ہے کہ حکومت انہیں بالجبر وصول نہیں کر سکتی، بلکہ ان کی ادائیگی اصحاب اموال کے ایمان اور ضمیر پر چھوڑ دی جاتی ہے۔

¹⁷ قدامہ بن احمد المقدسی، المغنی، دار عالم الکتب الریاض، 1406ھ، 2/ 467

2- اموالِ ظاہرہ

اموالِ ظاہرہ وہ اموال ہیں جنہیں چھپایا نہیں جاسکتا اور جو فطری طور پر ظاہر ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً: مویشی، کھیتوں اور باغات کی پیداوار اور وہ تجارتی مال جو اندرون ملک مختلف علاقوں میں منتقل کیا جاتا ہو یا بیرون ملک برآمد کیا جاتا ہو۔

ایسے اموال کے بارے میں فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اسلامی حکومت ان کی زکوٰۃ وصول کرنے کی مجاز ہوتی ہے، کیونکہ یہ اموال ظاہر ہوتے ہیں اور ان میں پوشیدگی ممکن نہیں ہوتی۔¹⁸

سونے چاندی اور دیگر مالیتوں کی زکاۃ:

اولاً: سونے چاندی اور دیگر مالیتوں میں زکاۃ کا وجوب: سونے چاندی اور دیگر مالیتوں کی زکاۃ کا وجوب قرآن سنت اور اجماع سے ثابت ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يَكْبَرُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ - يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَنُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ¹⁹

اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔ جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داخی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لئے خزانہ بنا کر رکھا تھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔

ثانیا چاندی اور سونے کا نصاب اور ان کی زکاۃ

¹⁸ الماوردی، علی بن محمد، (مترجم: پروفیسر ساجد الرحمن صدیقی) الأحکام السلطانیۃ، اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، 1990ء، ص: 10

¹⁹ التوبہ: 34-35

۱۔ چاندی کا نصاب اور زکاة کی مقدار :

جب چاندی دو سو درہم ہو جائے تو اس میں زکاة فرض ہے، یہ چاندی کا کم سے کم نصاب ہے اس سے کم میں زکاة نہیں ہے۔ البتہ اگر صاحب مال دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ چاندی میں زکاة کا نصاب دو سو درہم ہے اور نصاب میں جس درہم کا اعتبار ہوتا ہے وہ اسلامی درہم ہے جو نصف مستقال اور مستقال کے پانچویں حصہ یعنی (0.7) مثقال کے برابر ہوتا ہے، زکاة ٹیکس، دیت اور چوری وغیرہ کے قصاص میں اس کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے دو سو درہم کی مقدار (200 × 0.7 = 140) مثقال ہوگی۔

سونے کا نصاب اور زکاة کی مقدار :

جب سونا ہیں مستقال ہو جائے تو اس میں زکاة واجب ہے، یہ سونے کا کم سے کم نصاب ہے اس سے کم میں زکاة نہیں ہے، علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے :

وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ فِي الذَّهَبِ حَتَّى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، فَإِذَا كَانَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا، وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ، فَمَا زَادَ، فَجِسَابِ ذَلِكَ²⁰

اور تم پر سونے میں کچھ واجب نہیں یہاں تک کہ تمہارے پاس نہیں دینار ہو جائے، چنانچہ جب تمہارے پاس بیس دینار ہو جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اُس میں آدھا دینار زکاة ہے، اور جتنا زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے۔

نقدی، مال تجارت، اور کاروباری سرمایہ :

اگر ان کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہے۔²¹

مصارف زکوٰۃ :

مصارف زکوٰۃ وہ آن طبقات ہیں جنہیں قرآن کریم میں زکوٰۃ دینے کا حق دار قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

²⁰ ابو داؤد، سنن ابی داؤد کتاب الزکاة، باب فی زکاة السائئہ، رقم الحدیث : 1573

²¹ فتاویٰ عالمگیری، (مترجم : سید امیر علی)، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، 172/1

إنا الصدقات للفقراء والمساكين والعالمين عليها والمعالي قلوبكم وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الدواب السبيل فريضة من السد واسه عليهم حكيم الله²²

زکوٰۃ تو صرف فقیروں، مسکینوں، زکوٰۃ پر مقرر کارکنوں، جن کے دل اسلام کی طرف مائل کیے جائیں، غلاموں کو آزاد کرانے، قرض داروں، اللہ کی راہ میں (جہاد یا دینی اور مسافروں کے لیے ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا حکم ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

زکوٰۃ کی نمایاں خصوصیت:

زکوٰۃ کی بہت سی ایسی نمایاں خصوصیات ہیں جو انسان کے خود ساخت قوانین اور حکومت کے عائد کردہ ٹیکسوں سے بہت مختلف ہے۔ ان خصوصیات میں سب سے نمایاں، بنیادی اور موثر چیز ایمان و احتساب ہے کی وہ روح سے جو اس فریضہ میں جان ڈالتی ہے۔ اس روح یا سیٹ سے ہی رسمی نیکی، سرکاری قوانین اور معاشی حمد بنڈیاں قدرتی طور پر بالکل محروم ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیکس دینے والا یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہے۔²³

زکوٰۃ اور ٹیکس میں فرق:

- دین میں زکوٰۃ واجب ہے۔ ٹیکس ریاست کی معاشی ضرورت ہے۔
- زکوٰۃ صرف مسلمانوں پر واجب ہے۔ ٹیکس ادا کرنے کے لیے مسلمان ہونا شرط نہیں ہے۔ زکوٰۃ ہمیشہ ادا کرنی چاہیے۔
- ٹیکس معاف کرنا بھی ممکن ہے۔ قرآن نے زکوٰۃ کی شرح بتائی ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ دوسری طرف، ٹیکس کی شرح حکومت اپنے حالات کی بنیاد پر طے کرتی ہے اور اس میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔
- قرآن کریم نے بھی زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ دولت مند غریبوں کو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ امیر اور غریب دونوں ٹیکس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

²² سورة التوبة، : 60

²³ سام الحسن علی ندوی، مولانا، ارکان اربعہ، مجلس تحقیقات و نشریات لکھنؤی 1979ء، ص 145

باب سوم: استحصالی ٹیکسیشن کا خاتمہ اور زکوٰۃ بطور مالیاتی پالیسی

فصل اوّل: استحصالی ٹیکسیشن کے خاتمے میں زکوٰۃ کا کردار

فصل دوم: استحکام معیشت اور زکوٰۃ

فصل سوم: زکوٰۃ اور جدید معاشی تصورات

استحصالی ٹیکسیشن کے خاتمے کے لیے نظام زکوٰۃ:

زکوٰۃ اور مالیاتی پالیسی:

مالیاتی پالیسی کا مفہوم:

مالیاتی پالیسی حکومت یا ریاست کی طرف سے ملک کی اقتصادی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کیے جانے والے حربوں اور پالیسیوں کو بیان کرتی ہے۔ اس پالیسی کے مطابق، حکومت ٹیکس محصولات، حکومتی اخراجات، اور بجٹ کے سرپلس یا خسارے کو معیشت پر اثر انداز ہونے کے لیے استعمال کرتی ہے۔

زکوٰۃ بطور آلہ مالیاتی پالیسی:

سود کا خاتمہ اسلامی مالیاتی پالیسی کی بنیاد ہے، اور زکوٰۃ (درقون و عشر)، عبادت کی ایک قسم اور اسلام کے مرکزی عقائد میں سے ایک، اس کا سب سے اہم جز ہے۔ چونکہ زکوٰۃ کے ٹیکس سے مختلف معاشی اثرات ہوتے ہیں، اس لیے اسے اس لحاظ سے ٹیکس نہیں سمجھا جاسکتا۔ زکوٰۃ کا استعمال بھی اسی علاقے میں کرنا چاہیے۔ زکوٰۃ کا مال دوسرے علاقوں میں منتقل کیا جاسکتا ہے اگر مقامی آبادی کی ضروریات پوری ہوں، چاہے زکوٰۃ کہاں سے جمع کی جائے۔ اب آئیے زری پالیسی کے ایک آلے کے طور پر زکوٰۃ کے کام کو دیکھتے ہیں اور یہ کہ یہ کس طرح معیشت کے اندر مانیٹری پالیسی کے اہداف کو پورا کرنے میں مدد کرتا ہے۔

(۱) دولت کی منصفانہ تقسیم:

اسلام میں زکوٰۃ میں دولت کی دوبارہ تقسیم کا ایک موروثی نظام ہے۔ اسلام دولت کے ارتکاز کی مخالفت کرتا ہے اور اسے ختم کرنے کے متعدد طریقے تجویز کرتا ہے، بشمول دولت کی گردش میں اضافہ اور دوبارہ تقسیم کرنے والا نظام جس سے آمدنی اور دولت کو معاشرے میں مساوی طور پر تقسیم کیا جاسکے۔ ایف آر فریدی نے خط غربت سے نیچے آنے والوں پر منفی ٹیکس لگانے کی تجویز پیش کی۔ درحقیقت زکوٰۃ غریبوں میں دولت کی تقسیم کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(۲) افراط زر کے بغیر مکمل روزگار:

اسلامی معاشی نظام کی کامیابی کے لیے پیسے کی قدر کو مستحکم رہنا چاہیے۔ اس کے علاوہ اسلامی ریاست کے اہم مقاصد میں سے ایک مکمل روزگار کا حصول اور ہر مسلمان کو باعزت ملازمت دینا ہے۔ موجودہ سرمایہ دارانہ معاشی نظام پیسے کی قدر کو مستحکم کرنے کے لیے اوپن مارکیٹ آپریشنز اور شرح سود میں تبدیلی جیسے اوزار استعمال کرتا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے مالیاتی پالیسی زیادہ کارآمد نہیں ہے کیونکہ اسلامی معاشی نظام میں سود کی ممانعت ہے۔ مزید یہ بات بھی درست ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے مطلوبہ نتائج اپنے طور پر ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں ذکر ہوا ہے کہ نظامِ زکوٰۃ کے مکمل طور پر رائج ہونے کے بعد یمن میں ایک ایسی صورت حال پیش آئی جہاں صرف تین سال گزرنے کے بعد بھی کوئی بھی زکوٰۃ وصول کرنے کا اہل نہیں رہا۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وسیع اسلامی ریاست میں ایک بھی زکوٰۃ کا اہل نہیں تھا۔ اس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی ریاست اور اسلامی معیشت دونوں کا بہت زیادہ انحصار فضل اللہ پر ہے۔

(۳) وسائل کی تقسیم پر زکوٰۃ کے اثرات:

وسائل کو مؤثر طریقے سے مختص کرنا تاکہ معاشرہ زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کر سکے مالیاتی پالیسی کے اہم مقاصد میں سے ایک ہے۔ جب ہم اسلامی ریاست میں وسائل کے مؤثر استعمال پر بات کرتے ہیں تو ہم صرف مادی تاثیر کی بجائے مادی اور روحانی ضروریات اور مقاصد کے توازن کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے، حکومت یا پبلک سیکٹر رضاکارانہ شعبے کو غریبوں کی ضروریات کے بارے میں آگاہ کرے گا اور رضاکارانہ شعبے کے اخراجات کو سماجی ضروریات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے عوامی بیداری اور تعلیم کا استعمال کرے گا۔ اس کے علاوہ زکوٰۃ اور صدقات کو کیسے، کہاں اور کب تقسیم کیا جائے اس کے متعلق بھی ہدایات دی جائیں گی۔

زکوٰۃ پر مبنی مالیاتی نظام کی خصوصیات:

اسلامی معیشت میں زکوٰۃ نہ صرف ایک عبادت ہے بلکہ معاشرتی انصاف اور دولت کی منصفانہ تقسیم کا بنیادی ستون بھی ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد مال کی تزکیہ، غربت کا قائلہ، اور معاشرے میں دولت کی گردش کو یقینی بنانا ہے۔ ایک مالیاتی نظام جو زکوٰۃ کے اصول پر مبنی ہو، وہ استحصالی نیکسٹیشن، دولت کے جمائو، اور معاشرتی نابرابری جیسے مسائل کو کم کر سکتا ہے، کیونکہ اس میں ہر امیر کا فرض ہے کہ وہ اپنی دولت کا ایک حصہ مستحقین تک پہنچانے، اور ریاست یا کسی ادارے کے ذریعے یہ تقسیم شفاف اور منصفانہ طریقے سے کی جائے۔ ارشاد باری ہے :

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ²⁴

زکوٰۃ کی شفاف و صولی اور تقسیم:

زکوٰۃ کے نظام میں شفاف و صولی و تقسیم " کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی اس انداز سے کی جائے کہ متعلمی (زکوٰۃ ادا کرنے والا) کو یقین ہو کہ اس کا حق جائز طریقے سے لیا جا رہا ہے، اضافی بوجھ یا ظلم نہیں ہے۔ وصول کنندگان (مثلاً ریاستی یا ولائی ادارے، الین) کو اہل امین اور شفاف ہونا چاہیے، تاکہ وہ آلو کو مستحقین یک منصفانہ انداز میں پہنچا سکیں۔ تقسیم کا عمل واضح، مستحقین کی صحیح شناخت کے مطابق، ریکارڈ کے ساتھ ہونا چاہیے تاکہ دولت جمود کا شکار نہ ہو، اور امیر سے غرب کی طرف گردش ہو سکے۔ اس سے استحصالی نیکسٹیشن، زیادتی، امیر کا مال ہے حساب جمع کرنے والا نظام، اور غریب کے حقوق کے ضیاع کا امکان کم ہو جاتا ہے۔ امام ابو یوسف لکھتے ہیں :

وإن الكلام أمانة في جميع موارد المسلمين وتفريقها عليم بعدل وحكمية²⁵

اس کا مفہوم یہ ہے کہ حکام پر یہ امانت ہے کہ وہ مسلمانوں کے وسائل کو جمع کریں اور انہیں ان پر منصفانہ اور حکمت کے ساتھ تقسیم کریں۔

بوجھ کا درست تعین:

²⁴ التوبة: 103

²⁵ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم الانصاری، دارلوسلامۃ للطباعة والنشر والتوزیع، تونس، (س ن)، ص 55

زکوٰۃ کے نظام کے نفاذ کے بعد ریاست کو ضروری فلاحی اخراجات، جیسے کہ صحت کی دیکھ بھال، تعلیم، پسماندہ افراد کی امداد، اور بیواؤں اور یتیموں کی فراہمی پر مزید سخت اور غیر منصفانہ ٹیکس نہیں لگانا پڑے گا۔ حکومت کو ایسے ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں ہے جس سے اوسط فرد کے لیے آمدنی جمع کرنا مشکل ہو کیونکہ زکوٰۃ عوام کی ضروریات کا ایک بڑا حصہ فراہم کرتی ہے۔ نتیجتاً وہ ٹیکس جو بے جا اور ظالمانہ ہوتے ہیں اپنا جواز کھودیتے ہیں۔

زکوٰۃ کے نظام کے نفاذ کے بعد ریاست کو ضروری فلاحی اخراجات، جیسے کہ صحت کی دیکھ بھال، تعلیم، پسماندہ افراد کی امداد، اور بیواؤں اور یتیموں کی فراہمی پر مزید سخت اور غیر منصفانہ ٹیکس نہیں لگانا پڑے گا۔ حکومت کو ایسے ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں ہے جس سے اوسط فرد کے لیے آمدنی جمع کرنا مشکل ہو کیونکہ زکوٰۃ عوام کی ضروریات کا ایک بڑا حصہ فراہم کرتی ہے۔ نتیجتاً وہ ٹیکس جو بے جا اور ظالمانہ ہوتے ہیں اپنا جواز کھودیتے ہیں۔

غیر ضروری ٹیکس کا خاتمہ

زکوٰۃ کے نظام کی بدولت ریاست کے پاس صحت کی دیکھ بھال، تعلیم، اور پسماندہ اور یتیموں کے لیے امداد جیسی عوامی ضروریات کو پورا کرنے کا ایک کھلا اور طویل المدتی راستہ ہے۔ جب یہ بنیادی ضروریات زکوٰۃ اور دیگر اسلامی مالیاتی طریقوں سے پوری ہو جائیں تو حکومت کو زیادہ اور غیر منصفانہ ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نتیجے کے طور پر، وہ ٹیکس جو اوسط فرد پر بوجھ یا استحصال کرتے ہیں خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ زکوٰۃ کی واضح تقسیم اور قائم کردہ شرائط سے لوگوں کا اعتماد بڑھتا ہے، جو رضاکارانہ تعاون کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور حکومت پر زبردستی ٹیکس لگانے کا دباؤ کم کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں معاشرے میں مالی انصاف قائم ہوتا ہے اور بے جا اور استحصالی ٹیکسوں کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

فلاحی اخراجات کی تکمیل:

زکوٰۃ کا نظام حکومت کو بنیادی فلاحی پروگراموں جیسے صحت کی دیکھ بھال، تعلیم، اور پسماندہ، یتیموں اور بے سہارا افراد کے لیے امداد کے لیے مستقل اور منظم فنڈ فراہم کرتا ہے۔ جب یہ ضروری اخراجات زکوٰۃ سے پورے ہوتے ہیں تو حکومت کو عوام پر زیادہ یا غیر ضروری ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ استحصالی ٹیکس کی بنیادوں کو کمزور کرتا ہے۔ اس کے

بجائے، سماجی انصاف اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے وسائل کو مؤثر طریقے سے استعمال کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ اس زکوٰۃ فنڈ کی شفاف اور مرکوز نوعیت بدعنوانی کے امکانات کو کم کرتی ہے اور فلاحی پروگراموں کی تاثیر کو بڑھاتی ہے۔

غربت میں کمی:

کمزوروں اور ضرورت مندوں کو براہ راست وسائل فراہم کر کے، زکوٰۃ کا نظام غربت کو کم کرتا ہے اور ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ معاشرے میں غیر منصفانہ ٹیکسوں اور استحصالی نظام کا دباؤ اس وقت کم ہو جاتا ہے جب غریب معاشی طاقت حاصل کر کے خود کفیل ہو جاتے ہیں۔ مزید برآں، غربت کو کم کرنے سے طلب میں اضافہ ہوتا ہے، کاروباری کارروائیوں میں بہتری آتی ہے، اور معیشت مضبوط ہوتی ہے، جس سے حکومت کو زیادہ ٹیکس لگانے کی ضرورت کم ہو جاتی ہے۔ اس طرح زکوٰۃ استحصالی ٹیکسوں کے خاتمے اور غربت میں کمی میں براہ راست حصہ ڈالتی ہے۔ نظام زکوٰۃ غربا میں قوت خرید پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اس کا نتیجہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں سامنے آیا کہ لوگ مال زکوٰۃ لے کر پھرتے تھے اور زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا۔

معاشی گردش میں بہتری:

زکوٰۃ کے نظام کے تحت، امیر غریبوں کو براہ راست رقم دیتے ہیں، جو اسے فوری طور پر خوراک، صحت کی دیکھ بھال اور تعلیم جیسی بنیادی ضروریات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ پورے معاشرے میں پیسے کے بہاؤ، کاروبار کی ترقی، اور اقتصادی سرگرمیوں میں اضافہ کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ معاشی گردش میں اضافہ حکومت کی آمدنی میں بھی اضافہ کرتا ہے کیونکہ زیادہ لوگوں کی خرید و فروخت اور تجارتی سرگرمیاں قدرتی ٹیکس کی بنیاد کو مضبوط کرتی ہیں۔ اس کی وجہ سے حکومت پر استحصالی اور غیر منصفانہ ٹیکس لگانے کا دباؤ کم ہے اور معیشت شفاف اور مستحکم رہتی ہے۔

رضا کارانہ مالی تعاون :

زکوٰۃ کے نظام کے نتیجے میں مالی عطیات قدرتی طور پر رضا کارانہ ہو جاتے ہیں، جو لوگوں کو عبادت اور ذمہ داری کے جذبے سے اپنی دولت خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ جب لوگ مذہبی جذبات، خیر سگالی اور سماجی بہبود کے تحت دولت عطیہ کرتے ہیں تو ریاست کو جبر، سختی، یا زیادہ ٹیکس استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس رضا کارانہ شراکت سے فائدہ اٹھانے والے صرف وہی نہیں ہیں۔ مزید برآں، یہ حکومت پر مالی دباؤ کو کم کرتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، ٹیکس چوری، عدم اعتماد، اور نظامی بوجھ جیسے مسائل کم ہو جاتے ہیں، اور استحصالی ٹیکس لگانے جیسی ذمہ داریوں کو ہٹا دیا جاتا ہے۔ اس طرح معاشی انصاف اور ریاستی مالی استحکام دونوں زکوٰۃ کے روحانی جزو سے مضبوط ہوتے ہیں۔

مضبوط متبادل نظام :

استحصال ٹیکس کا ایک مؤثر متبادل منظم زکوٰۃ کا نظام ہے، جو ایک مضبوط مالیاتی ڈھانچہ پیش کرتا ہے۔ انصاف، کشادگی، اور سماجی بہبود دولت کے حصول، تقسیم اور استعمال کے لیے اس کے رہنما اصولوں کے طور پر کام کرتی ہے۔ جب اسلامی مالیاتی ذرائع جیسے زکوٰۃ، صدقات، فطرانہ، کفارہ اور وقف کو ایک منظم ریاستی ڈھانچے میں ضم کر دیا جائے تو حکومت کو غیر ضروری، سخت یا جاہرانہ ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ بہت سارے وسائل مہیا کرتے ہیں۔ یہ متبادل نظام صرف کمزور طبقوں کی فوری ضروریات کو پورا نہیں کرتا۔ اس کے بجائے، یہ معیشت کے اندر ایک مستحکم بہاؤ کو فروغ دیتا ہے، جو کاروبار، روزگار اور اقتصادی استحکام کو فروغ دیتا ہے۔

زکوٰۃ اور جدید معاشی تصورات :

زکوٰۃ اور قیام عدل :

زکوٰۃ ایک الہی طور پر مقرر کردہ تنظیم ہے جس کا مقصد افراد اور معاشرے دونوں کے لیے مجموعی طور پر انصاف پیدا کرنا ہے۔ اسلام عدل (عدل) کو ایک عملی مقصد کے طور پر دیکھتا ہے جسے محض ایک اخلاقی آئیڈیل کے بجائے سماجی اور اقتصادی ڈھانچے میں جھلکنے کی ضرورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ²⁶

بے شک اللہ انصاف، احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے۔

اسلام زکوٰۃ کے ذریعے ایک ایسا طریقہ کار اور دیرپا نظام قائم کرتا ہے جو عدم مساوات کو دور کرتا ہے، استحصال کو روکتا ہے، اور اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ معاشی وسعت معاشرے کے تمام پہلوؤں کو فائدہ پہنچاتی ہے نہ کہ صرف چند ایک کے۔ سب سے پہلے، دولت کی منصفانہ تقسیم کی ضمانت دے کر، زکوٰۃ عدل پیدا کرتی ہے۔ زکوٰۃ وسائل کو تھوڑے سے ہاتھوں میں مرکوز ہونے سے روکتی ہے اور ضرورت سے زیادہ دولت کو امیروں سے نامزد مستحقین تک منتقل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب دولت جمع کرنے کا نتیجہ سماجی عدم توازن اور پسماندگی کی صورت میں نکلتا ہے، تو اس اصول کے ذریعے ساختی اقتصادی ناانصافی کا براہ راست ازالہ کیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ²⁷

اور ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو۔

زکوٰۃ ملکیت کو احتساب اور انصاف سے جوڑتی ہے، دولت کو طاقت کی علامت سے سماجی اعتماد میں بدل دیتی ہے۔ دوسرا، کمزوروں اور غریبوں کے حقوق کا دفاع کرتے ہوئے، زکوٰۃ انصاف کو آگے بڑھاتی ہے۔ زکوٰۃ غریبوں کو سماجی دولت کے حصہ کے جائز دعویدار کے طور پر تسلیم کرتی ہے، رضاکارانہ خیرات کے برعکس، جو انفرادی ترجیحات پر مبنی ہے اور یہ بے ترتیب بھی ہو سکتی ہے۔ حقوق پر مبنی یہ حکمت عملی انحصار سے جڑے بدنما داغ کو ختم کرتی ہے اور وصول کنندگان کو ان کا وقار واپس دیتی ہے۔ اس لحاظ سے، مالی امداد کو احسان کے بجائے حق کے طور پر تسلیم کرنے سے انصاف حاصل ہوتا ہے۔ تیسرا، استحصالی معاشی طریقوں کو ختم کر کے، زکوٰۃ عدل کو فروغ دیتی ہے۔ زکوٰۃ ذخیرہ اندوزی اور غیر پیداواری ذخیرہ اندوزی کی حوصلہ شکنی کر کے منافع بخش اور سماجی طور پر فائدہ مند کوششوں میں دولت کے استعمال کو فروغ دیتی ہے۔

²⁶ النحل: 90

²⁷ الأنعام: 152

یہ نہ صرف حقیقی اقتصادی ترقی کو فروغ دیتا ہے بلکہ ان حالات کو بھی کم کرتا ہے جو قرضوں سے چلنے والی مالی پالیسیوں، ضرورت سے زیادہ ٹیکس لگانے اور استحصال کا باعث بنتے ہیں۔ زکوٰۃ پر مبنی نظام اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ معاشی ترقی اخلاقی اور سماجی طور پر ذمہ دار ہے۔ چوتھا، ہدف اور جان بوجھ کر زکوٰۃ کی تقسیم سے انصاف پیدا ہوتا ہے۔ غریب، مقروض اور معاشی بد حالی کا سامنا کرنے والے فائدہ اٹھانے والوں میں سے ہیں جن کی نشاندہی قرآن کرتا ہے۔ غربت اور عدم مساوات کی بنیادی وجوہات کو حل کرنے کے علاوہ، یہ طریقہ کار اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وسائل ان لوگوں تک پہنچیں جو سب سے زیادہ ضرورت مند ہیں۔

زکوٰۃ اور سرمایہ کاری :

اسلامی معاشیات میں زکوٰۃ اور سرمایہ کاری کا گہرا تعلق ہے، اور جب ان کو ملایا جائے تو وہ ایک متوازن نظام تشکیل دیتے ہیں جو سماجی انصاف اور معاشی توسیع کی حمایت کرتا ہے۔ ایک پورے قمری سال (حوال) کے لیے، جن مسلمانوں کے پاس مال ایک مخصوص کم از کم درجے (نصاب) سے زیادہ ہے ان پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ دولت کو پاک کرنے کے علاوہ، اس کا مقصد غربت کو کم کرنے اور دولت کو تھوڑے سے ہاتھوں میں مرتکز ہونے سے روکنے کے لیے آمدنی کو دوبارہ تقسیم کرنا ہے۔ اسلام میں، سرمایہ کاری منافع بخش اور قانونی (حلال) معاشی کوششوں کے لیے دولت کا اطلاق ہے۔ اسلام سرمایہ کاری کو فروغ دیتا ہے کیونکہ یہ اقتصادی ترقی، روزگار کی تخلیق، اور وسائل کی کارکردگی کو فروغ دیتا ہے۔ تاہم اسلامی سرمایہ کاری میں سود (ربا)، حد سے زیادہ بے یقینی (گھر) اور قیاس آرائیاں سختی سے حرام ہیں۔ بلکہ اس کی پیشین گوئی حقیقی معاشی سرگرمی اور رسک شیزنگ اسکیوں جیسے مشاعرہ اور مضاربہ پر کی جاتی ہے۔ دولت کے ذخیرہ اندوزی کی حوصلہ شکنی کر کے زکوٰۃ سرمایہ کاری کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ پیسے کو غیر استعمال شدہ رکھنا وقت کے ساتھ ساتھ دولت میں مسلسل کمی کا باعث بنتا ہے کیونکہ بے کار دولت اور کاروباری اثاثوں دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنا پیسہ منافع بخش کوششوں میں لگائیں تاکہ اس نقصان کو روکا جاسکے۔ اسلامی معاشی نظام میں زکوٰۃ اس طرح سرمایہ کی تشکیل اور سرمایہ کاری کے لیے ایک فطری ترغیب کا کام کرتی ہے۔ مزید برآں، جب دولت کی سرمایہ کاری کی جاتی ہے تو زکوٰۃ عام طور پر اصل کے بجائے منافع سے ادا کی جاتی ہے۔ یہ سرمایہ

کاروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ منافع بخش اور موثر معاشی سرگرمیاں تلاش کریں اور ذخیرہ اندوزی کے بجائے سرمایہ کاری کو دلکش بنادیں۔

زکوٰۃ اور بچت :

سماجی بہبود، معاشی توازن اور اخلاقی ذمہ داری کے لیے اسلامی معاشیات میں زکوٰۃ اور بچت کو یکجا کیا گیا ہے۔ آمدنی کا وہ فیصد جو لوگ ہنگامی حالات، سلامتی یا مستقبل کی ضروریات کے لیے مختص کرتے ہیں اسے بچت کہا جاتا ہے۔ اسلام دولت کو بیکار ہونے یا معاشرے کے لیے نقصان دہ ہونے سے منع کرتا ہے، لیکن یہ بچت کی اجازت دیتا ہے اور یہاں تک کہ اسے فروغ دیتا ہے۔ ایک بار جمع شدہ بچت، بشمول نقد، سونا، چاندی، اور اسی طرح کے اثاثے، نصاب تک پہنچ جائیں اور ایک قمری سال (حوال) ختم ہو جائیں، ان پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے۔ اس طرح بچتیں صاف اور سماجی ذمہ داری سے منسلک ہوتی ہیں۔ زکوٰۃ غیر موثر طریقے سے پیسے بچانے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ بچتوں کو سالانہ زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے اگر وہ بیکار رہ جائیں، جس سے ان کی اصل قیمت آہستہ آہستہ کم ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلے، زکوٰۃ صرف ایک قانونی ضرورت سے زیادہ ہے۔ یہ ایک اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔ ٹیکسوں کے برعکس، جو اکثر دباؤ کے تحت ادا کیے جاتے ہیں اور پوری کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں، لوگ اسے عبادت کی نیت سے رضاکارانہ طور پر ادا کرتے ہیں۔ یہ رضاکارانہ رویہ انتظامی اخراجات کو کم کرتا ہے اور تعمیل کو بڑھاتا ہے۔ دوسرا، زکوٰۃ کے مستحقین جیسے غریب، محتاج، مقروض، اور دیگر جن کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے، واضح طور پر خدائی قانون کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کھلے پن کی ضمانت دیتا ہے اور مالی استحصال کو روکتا ہے۔ دوسری طرف، ٹیکس کی رقم کو مختلف چیزوں کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، جن میں سے کچھ معاشرے کے پسماندہ طبقات کی براہ راست مدد نہیں کر سکتی ہیں۔ تیسرا، ٹیکس کے مقابلے میں زکوٰۃ کم تحریف ہے۔ ان کی اعلیٰ شرحوں اور غیر متوقع ہونے کی وجہ سے، روایتی ٹیکس لوگوں کو بچت، سرمایہ کاری، یا سخت محنت سے روک سکتے ہیں۔

زکوٰۃ اور معاشی ترقی :

اسلامی معاشی نظام میں زکوٰۃ صرف ایک مذہبی چیز نہیں ہے۔ معیشت کو فروغ دینے، انصاف کو یقینی بنانے اور وسائل کو یکساں طور پر تقسیم کرنے کا یہ ایک ٹھوس طریقہ ہے جن لوگوں کے پاس سال بھر سے کافی نقد (نصاب سے زیادہ) ہے انہیں زکوٰۃ دینے کی ضرورت ہے، یہ صرف روحانی سطح پر اپنے مالی معاملات کو ٹھیک کرنے کے لیے نہیں ہے، تمہ کا مطلب معاشرے کے ہر فرد کو فائدہ پہنچانا اور معیشت کو بڑھانا یقینی بنانا ہے تاکہ زکوٰۃ معیشت کو بڑھاتی رہے، بنیادی طور پر کم لوگوں کی مدد، جیسے کہ کم سے کم لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔ ضروری چیزیں حاصل کریں جب کم نقدی والے لوگ زیادہ چھین سکتے ہیں، تو یہ چیزوں کی مانگ میں اضافہ کرتا ہے جس کی وجہ سے کاروبار بڑھتا ہے اور زیادہ فروخت ہوتا ہے، جس سے معیشت کو مثبت انداز میں فروغ ملتا ہے۔ رکے ہوئے سرمائے کو فعال گردش میں تبدیل کرنے کی زکوٰۃ کی صلاحیت اس کے معاشی اثرات کو چلانے کا بنیادی عنصر ہے۔ ایک شخص روایتی نظام کے تحت غیر معینہ مدت کے لیے رقم جمع کر سکتا ہے، اس طرح اس سیالیت کو بازار سے باہر لے جایا جاتا ہے۔ تاہم، زکوٰۃ کی ادائیگی کو پورا کرنے کے لیے، دولت کے مالک کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنا سرمایہ منافع بخش کوششوں یا تجارت میں لگائے۔ بڑھتی ہوئی کاروباری سرگرمی، ملازمتوں کی تخلیق، اور زیادہ متحرک، جامع معیشت یہ سب سرمایہ کاری کے لیے جاری دباؤ کے نتائج ہیں۔ مزید برآں، زکوٰۃ معاشرے کی مجموعی طلب کو بڑھانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اسلامی معیشت میں معاشی ترقی کے بلند معیار کی وضاحت درج ذیل ڈانگرام سے کی جا سکتی ہے۔

خلاصہ بحث :

یہ مطالعہ واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح موجودہ ٹیکس نظام، خاص طور پر استحصالی ٹیکس، معاشرے کے غریب اور متوسط طبقے پر غیر منصفانہ بوجھ ڈالتا ہے جب کہ امیر اور اشرافیہ کو اکثر چھوٹ ملتی ہے یا بالکل بھی ٹیکس ادا نہ کرنے کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اور ٹیکس محصولات کے غیر موثر استعمال کی وجہ سے، ایسا نظام معاشی عدم استحکام، عدم مساوات اور سماجی انصاف میں کمی کا باعث بن سکتا ہے۔ تاہم، اسلامی مالیاتی نظام، جو زکوٰۃ پر مبنی ہے، ایک معقول اور مفید متبادل فراہم کرتا ہے۔ زکوٰۃ ایک روحانی فریضہ کی تکمیل کے علاوہ معاشی توازن کو برقرار رکھنے کے لیے ایک طاقتور ذریعہ کے طور پر کام کرتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ زکوٰۃ ایک ایسا نظام بناتی ہے جہاں مالی بوجھ ذمہ داری کے ساتھ بانٹ دیا جاتا ہے، دولت چند ہاتھوں میں مرکوز نہیں رہتی اور معاشرے کو مجموعی طور پر فائدہ ہوتا ہے۔ ان نتائج کی بنیاد پر، یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ زکوٰۃ کو صرف ایک مذہبی فریضہ کے طور پر دیکھنے کے بجائے ایک مرکزی اقتصادی آلہ کے طور پر لاگو کیا جائے۔ حکومتوں اور پالیسی سازوں کو اس بات کو یقینی بنانے پر توجہ دینی چاہیے کہ یہ کمزوروں کی حفاظت کرتا ہے، عدم مساوات کو کم کرتا ہے، اور منصفانہ اقتصادی ترقی کو فروغ دیتا ہے۔ مناسب انتظام اور شفافیت عوامی اعتماد کو برقرار رکھنے اور اس بات کو یقینی بنانے کی کلید ہے کہ جمع شدہ فنڈز ان تک پہنچیں جنہیں واقعی ان کی ضرورت ہے۔ اس تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ استحصالی ٹیکس مجموعی اقتصادی ترقی کو روک سکتا ہے، وسائل کی منصفانہ تقسیم میں خلل ڈال سکتا ہے، اور دولت کو بہت کم لوگوں کے ہاتھ میں مرکوز کر سکتا ہے۔ دوسری طرف، اسلامی زکوٰۃ کا نظام ایک جامع حل فراہم کرتا ہے جو سماجی اور اقتصادی مسائل سے نمٹتا ہے۔ زکوٰۃ ایک روحانی ذمہ داری کے علاوہ دولت کی منصفانہ تقسیم، غربت کے خاتمے، اور پائیدار اقتصادی گردش کے لیے ایک طریقہ کار کے طور پر کام کرتی ہے۔ زکوٰۃ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ مالی وسائل ضرورت مندوں تک پہنچیں، دولت کے فرق کو ختم کریں، اور دولت مندوں کو اپنی اضافی دولت کا ایک مقررہ فیصد حصہ دینے کی ضرورت کے ذریعے معاشی سرگرمیوں میں زیادہ سے زیادہ شرکت کو فروغ دیں۔ جو اب بھی، شفافیت اور رضاکارانہ تعمیل کی بنیادی اقدار کی وجہ سے یہ روایتی استحصالی ٹیکسوں کا زیادہ منصفانہ، موثر، اور سماجی طور پر فائدہ مند متبادل ہے۔

سفارشات :

مطالعہ کے نتائج کی روشنی میں ایک زیادہ منصفانہ، متوازن اور پائیدار معاشی نظام کی تعمیر کے لیے چند سفارشات درج ذیل ہیں

:زکوٰۃ کو ایک مالیاتی آلے کے طور پر قائم کریں: زکوٰۃ کو قومی مالیاتی نظام میں دولت کی دوبارہ تقسیم، غربت کے خاتمے، اور معاشی ترقی کے لیے ایک کلیدی آلے کے طور پر شامل کیا جانا چاہیے نہ کہ اسے صرف مذہبی فرض کے طور پر دیکھا جائے۔ پالیسی سازوں اور حکومتوں کو ایسا نظام بنانا چاہیے جو اس کے منصفانہ اور مستقل مجموعہ کی ضمانت دیں۔

کمزور سماجی طبقات کی حفاظت کریں: کم آمدنی والے اور متوسط طبقے کے لوگوں کا تحفظ کسی بھی مالیاتی نظام کے لیے اولین ترجیح ہونا چاہیے۔ اس بات کو یقینی بنا کر کہ معاشرے کے سب سے زیادہ کمزور افراد کو امداد ملے، زکوٰۃ مؤثر طریقے سے آمدنی میں عدم مساوات کو کم کر سکتی ہے اور سماجی انصاف کو آگے بڑھا سکتی ہے۔

سرمایہ کاری اور معاشی گردش کی حوصلہ افزائی کی جائے: زکوٰۃ دولت مندوں سے زیادہ دولت کو پس ماندہ افراد میں تقسیم کر کے پوری معیشت میں رقم کے بہاؤ کو فروغ دیتی ہے۔ یہ عمل صنعت کاری، منافع بخش سرمایہ کاری، اور عام اقتصادی ترقی کو فروغ دیتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ کھپت کو بھی سپورٹ کرتا ہے۔

احتساب اور شفافیت کو یقینی بنائیں: عوام کے اعتماد کو برقرار رکھنے کے لیے زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کے شفاف انتظام کی ضرورت ہے۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ رقم مطلوبہ وصول کنندگان تک پہنچ جائے اور نظام مؤثر طریقے سے کام کرے، واضح ضابطے، نگرانی کے نظام، اور رپورٹنگ کے طریقہ کار کا ہونا چاہیے۔

بیداری پیدا کریں اور شرکت کو فروغ دیں: عوام کو زکوٰۃ کی سماجی، معاشی اور روحانی اہمیت سے آگاہ کرنے کے لیے عوامی تعلیمی مہمات چلائی جائیں۔ آگاہی میں اضافہ اس بات کی ضمانت دے گا کہ زکوٰۃ کے فوائد مکمل طور پر حاصل ہو چکے ہیں، رضاکارانہ تعمیل کو فروغ دیں گے، اور سماجی ہم آہنگی کو بہتر بنائیں گے۔

زکوٰۃ کو قومی اقتصادی پالیسیوں میں ضم کریں: زکوٰۃ کو دوبارہ تقسیم کے لیے ایک آلہ ہونے کے ساتھ ساتھ مالیاتی اور مالیاتی پالیسیوں کے ایک لازمی جزو کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ اسے شامل کرنا وسائل کی تقسیم کو بڑھا سکتا ہے، افراط زر کو کنٹرول کر سکتا ہے اور مجموعی طور پر معیشت کو مضبوط بنا سکتا ہے۔

مصادر ومراجع:

- القرآن
- البخاري، محمد بن اسماعيل، امام، صحيح البخاري، دار السلام، الرياض، مارچ 1999ء
- ابوداود سليمان بن اشعث بن اسحاق الأزدي السجستاني، امام، سنن أبي داؤد كتاب، دار السلام، اپریل 1999ء
- ابو عبید، قاسم بن سلام (مترجم : عبدالرحمن طاہر سوتی)، کتاب الأموال، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1986ء
- محمد حفظ الرحمان سیو ہاروی : قص القرآن ، نامشران قرآن لمیٹڈ، اردو بازار، لاہور
- ابن منظور، محمد بن مکرم افریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ
- ابن الأثیر، ابو السعادات مبارک بن محمد الجزري، النهاية في غريب الحديث والاثر ايران، مطبوعة مؤسسة اسماعيليان ، 1304ء
- الميادي عبد الغني بن طالب الغنصي، ومشتقى صلى اللباب في شرح الكتاب، بيروت، دار الكتب العلمية، 1983ء،
- وسية الزحيلي، الدكتور، الفقه الاسلامي وادلته، بيروت، دار الفكر، طبعه ثانيه، 1985ء
- حسين بن عودة العوايشة، الموسوعة الفقهية الميسرة في فقه الكتاب والسنة المطهرة، دار الصديق، السعودية العربية ۱۴۲۳ھ
- قدامه بن احمد المقدسي، المغني، دار عالم الكتب الرياض، 1406ھ،
- الماوردی، علی بن محمد، (مترجم : پروفیسر ساجد الرحمن صدیقی) الأحكام السلطانية، اسلامک پبلیکیشنز پرائیویٹ لمٹڈ، 1990ء
- فتاوی عالمگیری، (مترجم : سید امیر علی)، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن
- ابو الحسن علی ندوی، مولانا، ارکان اربعہ، مجلس تحقیقات و نشریات لکھنوی 1979ء
- یوسف القرضاوي، فقه الزکوة، البدر پبلیکیشنز، لاہور
- مودودی، ابو الاعلی، معاشیات اسلام، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور
- <https://ur.wikipedia.org/wiki/%D9%85%D8%AD%D8%B5%D9%88%D9%84> Accessed on 08 November 2025